MD. SALEEM
9394025087
Off. : 8801809773
Sigma Printers
All kinds of Graphic Designing & Printing Works
LOGO CREATION | FLYERS & BROCHURES | FLEX BANNERS | STANDLY | VISITING CARDS
WEDDING CARDS | LETTER HEADS | T-SHIRTS PRINTING | PAMPHLETS | BILL BOOKS, ETC.
newsigmaprinters@gmail.com
22-8-45/13, Jamal Market, Chatta Bazar, Hyderabad-02. (T.S.)

R.N.I.No.APURD/2013/54302
حیدرآباد
ہفتہ روزہ
فلکنما نیوز
FALAKNUMA NEWS
FALAKNUMA NEWS
Urdu Weekly
Hyderabad.

ISLAMIA GROUP OF INSTITUTIONS
SRT COLONY YAKUTPURA, HYD-23
COURSES OFFERED
JUNIOR: C.E.C/BI.P.C/M.P.C/M.E.C
DEGREE: BA/B.COM/B.SC/BBA/BCA
P.G: M.A (Eng)/M.COM, M.SC (Nutrition & Dietetics) M.SC. (Bot) & M.SC (Chemistry), MSc Maths
LAW: BA, BBA, 5YDC/LLB 3YDC, LLB (Hon's)
Contact No:: 9347683872

۱۴/ اپریل ۲۰۲۵ء | DATE:14-04-2025 | جلد(13) | شمارہ(14) | قیمت ایک روپیہ | صفحات(4)

موسی ریورفرنٹ پراجکٹ کی عاجلانہ تکمیل کیلئے پراجکٹ رپورٹ تیار کی جائے

میر عالم ٹینک پر برج کی تعمیر کا منصوبہ، اطراف میں سنگاپور طرز پر 3 آئی لینڈس، چیف منسٹر ریونت ریڈی کا اعلیٰ سطحی جائزہ اجلاس

حیدرآباد۔ چیف منسٹر ریونت ریڈی نے موسی ریور فرنٹ ڈیولپمنٹ پراجکٹ کی عاجلانہ تکمیل کے لئے اعلیٰ سطحی اجلاس منعقد کیا۔ اُنھوں نے پراجکٹ کے تحت میر عالم ٹینک اور گاندھی سرور پراجکٹ باپوگھاٹ پر برجس کی تعمیر کا منصوبہ تیار کرنے عہدیداروں کو ہدایت دی۔ چیف منسٹر نے موسی ریورفرنٹ ترقیاتی پراجکٹ کی عاجلانہ تکمیل کی عہدیداروں کو ہدایت دی۔ چیف منسٹر نے عہدیداروں سے خواہش کی کہ میر عالم ٹینک کے برج کی تعمیر کے لئے جون میں ٹنڈرس طلب کئے جائیں اور سروے کا کام بھی جلد مکمل کیا جائے۔ اُنھوں نے عہدیداروں سے کہا کہ موسی ریورفرنٹ پراجکٹ کی عاجلانہ تکمیل کے لئے تفصیلی پراجکٹ رپورٹ، ڈیزائن اور تجاویز تیار کئے جائیں۔ چیف منسٹر نے کمانڈ کنٹرول سنٹر میں جائزہ اجلاس منعقد کیا جس میں حکومت کے مشیران وی نریندر ریڈی، سرینواس راجو، پرنسپل سکریٹری بلدی نظم و نسق داناکشور، چیف منسٹر کے اسپیشل سکریٹری اجیت ریڈی، موسی ریور ڈیولپمنٹ کارپوریشن کے جوائنٹ مینجنگ ڈائرکٹر گوتمی اور دیگر عہدیداروں نے شرکت کی۔ عہدیداروں نے میر عالم ٹینک برج کی تعمیر کے سلسلہ میں ڈیزائن پرمبنی پاور پوائنٹ پریزنٹیشن دیا۔ چیف منسٹر نے تجویز پیش کی کہ برج 2.5 کیلو میٹر طویل ہونا چاہئے اور وزیٹرس اور مسافرین کی سیفٹی کو پیش نظر رکھتے ہوئے ڈیزائن کو قطعیت دی جائے۔ برج سے متصل اور اطراف کے علاقوں کو خوبصورت بنانے کے لئے 3 ا?ئی لینڈ علاقوں کو ڈیولپ کیا جائے تاکہ سیاحوں کو راغب کیا جاسکے۔ چیف منسٹر نے تجویز پیش کی کہ میر عالم ٹینک برج کے اطراف سنگاپور گارڈن کی طرز پر ا?ئی لینڈس کو ترقی دی جائے۔ برڈس پیراڈائز اور واٹر فالس کی طرز پر ا?ئی لینڈ قائم کئے جائیں۔ چیف منسٹر نے پراجکٹ کے ڈیزائن کے تحت شادیوں اور دیگر تقاریب کیلئے کنونشن سنٹر، اڈونچر پارک، تھیم پارک اور ایمفی تھیٹر کو شامل کرنے کا مشورہ دیا۔ چیف منسٹر نے کہا کہ موسی ریور میں کشتی رانی اور سیاحوں کے قیام کے لئے ریسارٹس اور ہوٹلس بھی قائم کئے جائیں۔ چیف منسٹر نے تفصیلی پراجکٹ رپورٹ کو تمام ضروری تجاویز کے ساتھ تیار کرنے کی ہدایت دی۔ اُنھوں نے کہا کہ پبلک پرائیوٹ پارٹنرشپ کی طرز پر ا?ئی لینڈ زون کو ترقی دی جائے۔ چیف منسٹر نے عہدیداروں سے کہا کہ میر عالم ٹینک میں پانی کی سطح کی برقراری اور بارش کی صورت میں پانی کی نکاسی کے امکانات کا جائزہ لیتے ہوئے عصری ڈیزائن کی تیاری پر توجہ دیں تاکہ مستقبل میں کوئی مسائل پیدا نہ ہوں۔ چیف منسٹر نے ہیڈرولوجی اور ماحولیات کے ماہرین کے ذریعہ سروے کا کام مکمل کرنے کے علاوہ پراجکٹ کے لئے تمام ضروری منظوریاں حاصل کرنے کی ہدایت دی۔ میر عالم برج کے ساتھ ا?ئی لینڈ زون کو ترقی دی جائے۔ اِس کے لئے علاقہ میں موجود زو پارک کو پیش نظر رکھا جائے۔ چیف منسٹر نے نئی تجاویز کے ساتھ زو پارک کو اپ گریڈ کرنے کی عہدیداروں کو ہدایت دی۔ اُنھوں نے کہا کہ زو حکام سے مشاورت کے بعد زو پارک کے اپ گریڈیشن کا کام انجام دیا جائے۔ چیف منسٹر نے کہا کہ موسی ریور پراجکٹ کے ذریعہ مقامی اور بین الاقوامی سیاحوں کو راغب کرنے میں مدد ملے گی۔

وقف املاک مسلمانوں کی میراث، کسی طرح کی مداخلت ناقابل برداشت

نظام آباد میں بعد نماز جمعہ زبردست احتجاجی مظاہرہ، مختلف قائدین کا خطاب، سیاہ قانون واپس لینے کا مطالبہ

نظام آباد: مرکزی حکومت کی جانب سے نافذ کیے جانے والے سیاہ وقف ترمیمی قانون کے خلاف شہر نظام آباد کے مسلمانوں نے آج بعد نماز جمعہ شہر کے تمام مساجد کے روبرو زبردست پرامن احتجاج منظّم کیا۔ اس احتجاج میں صدرنشین اردو اکیڈمی طاہر بن حمدان، سابق سینئر کارپوریٹر ایم اے قدوس کی قیادت میں بعد نماز جمعہ مرکز جامع مسجد کے روبرو کانگریس پارٹی اقلیتی قائدین نے بڑے پیمانے پر احتجاج منظّم کیا۔ اس پرامن احتجاج میں سینئر قائد کانگریس و سابقہ کواپشن ممبر اشفاق احمد خان پاپا مولانا کریم الدین کمال ملت ویلفیئر سوسائٹی صدر انتظامی کمیٹی عیدگاہ قدیم وجدید عبدالرحمٰن بازرار، محمد انور خان ایڈیٹر ہلچل تلنگانہ، وجہ اللہ جمعیت اہلحدیث، ثناء اللہ قائد بی آر ایس، این آر آئی وقائد کانگریس محمد عبدالجلیل. محمد عبدالرزاق. محمد صابر این آر آئی، فرمان این آر آئی، سرفراز احمد، پرویز احمد، الطاف احمد، فہد بن فیض، محمد سرفراز کے علاوہ دیگر کانگریس پارٹی قائدین، مصلیان مسجد اور مقامی مسلمانوں نے حصہ لیا اس موقع پر سابق سینئر کارپوریٹر ایم اے قدوس نے کہا کہ وقف ملکیت مسلمانوں کا ملی اثاثہ ہیں لیکن مرکزی حکومت وقف ملکیت کو ہڑپنے اور ناجائز قبضہ کی نیت سے ملک کے ا?ئین اور دستور کی سراسر خلاف ورزی کرتے ہوئے دونو ایوانوں میں اپنی ہٹ دھرمی کے ذریعے وقف ملکیت کے خلاف سیاہ قانون لاکر مسلمانوں کے جذبات و احساسات کو ٹھیس پہنچائی ہے. ملک کے مسلمانوں کے ساتھ ساتھ تمام سیکولر ذہن رکھنے والے دیگر طبقات بھی اس سیاہ وقف ترمیمی قانون کے خلاف زبردست احتجاج کررہے ہیں۔ سابق کوآپشن ممبر کانگریس اشفاق احمد خان نے کہا کہ مرکزی حکومت دراصل اس طرح کے قوانین لاکر مسلمانوں کے عرصہ حیات کو تنگ کرنے کا منظّم منصوبہ رکھتی ہے، وقف املاک مسلمانوں کی میراث ہے، وقف املاک میں کسی بھی طرح کی مداخلت مسلمانوں کیلئے ناقابل برداشت ہے۔ انہوں نے کہا کہ ملک کے ا?ئین اور سیکولر دستور کی خلاف ورزی کرتے ہوئے مرکزی حکومت اور وزیر اعظم نریندر مودی وقف ترمیمی قانون کے ذریعے مسلمانوں کو مذہبی اور معاشی طور پر کمزور کرنا چاہیے ہیں۔ اشفاق احمد خان نے کہا ملک کے ا?ئین اور سیکولر دستور نے ملک میں دیگر قوموں اور طبقات کی طرح مسلمانوں کو بھی ملک میں برابر کے حقوق اور مذہبی ا?زادی فراہم کی ہے۔ مرکزی حکومت اور وزیر اعظم نریندر مودی بابا صاحب امبیڈکر کے سیکولر دستور اور ا?ئین کے کئی ا?رٹیکل جس میں مسلمانوں کو انکے حقوق کی ا?زادی دی ہے اس کی خلاف ورزی کرتے ہوئے اپنی ہٹلر شاہی کے ذریعے وقف ترمیمی قانون لاکر مسلمانوں کی وقف ملکیت کو چھیننا چاہتے ہیں جو ہمارے لئے ناقابل قبول ہے۔ اشفاق احمد خان نے کہا کہ وقف ترمیمی قانون کی واپسی تک مسلمان اپنے پرامن احتجاج کو جاری رکھیں گے۔

Scanned with OKEN Scanner

ہفتہ روزہ
فلکنما نیوز
حیدرآباد
FALAKNUMA NEWS
Urdu Weekly Hyderabad

بدلتا سماج، بکھرتی قدریں اور ہماری ذمہ داریاں

انسانی سماج ہمیشہ سے تبدیلی کے عمل سے گزرتا آیا ہے۔ تاریخ کا مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ ہر دور میں تہذیبوں نے جنم لیا، زوال پذیر ہوئیں، نئی فکر نے پرانی سوچ کی جگہ لی، اور انسانی زندگی کا زاویہ بتدریج بدلتا چلا گیا۔ سائنس اور ٹیکنالوجی نے ترقی کی وہ منزلیں طے کیں جو ماضی میں محض خواب کی حیثیت رکھتی تھیں۔ دنیا کی رفتار اتنی تیز ہو چکی ہے کہ ایک لمحہ پہلے جو چیز جدید تھی، وہ لمحہ بعد فرسودہ تصور کی جاتی ہے۔ لیکن اس تیزی اور تبدیلی کی دوڑ میں ایک ایسی شے ہے جسے ہم مسلسل کھوتے جا رہے ہیں، اور وہ ہے 'انسانی اقدار'۔ اگرچہ آج کی دنیا تعلیمی، سائنسی، اور مادی ترقی کے اعتبار سے پہلے سے کہیں زیادہ آگے نکل چکی ہے، مگر اس ترقی کے سائے میں کچھ ایسی کمی بھی ہے جسے نظرانداز کرنا ممکن نہیں۔ وہ اخلاقی خلا، وہ روحانی پژمردگی، وہ سماجی بیگانگی، جو ہر سطح پر محسوس کی جا رہی ہے، اس بات کی علامت ہے کہ انسان نے مادی دنیا کو تو پا لیا ہے، مگر اپنی اصل، یعنی اخلاق، رحم، محبت اور ایثار کو کہیں پیچھے چھوڑ دیا ہے۔ ہمارے اردگرد کا معاشرہ ایک ایسی بے سمتی کا شکار ہے جہاں ظاہری کامیابیوں کا شور بہت ہے، مگر دلوں کا سکون ناپید ہے۔ تعلیم عام ہو گئی ہے، مگر اس تعلیم میں تربیت کا عنصر کمزور پڑ چکا ہے۔ رشتے باقی ہیں، مگر ان میں وہ گرم جوشی، محبت اور احترام جو پہلے ہوا کرتا تھا، اب نایاب ہوتا جا رہا ہے۔ انسانوں کے بیچ رہتے ہوئے بھی انسان تنہائی کا شکار ہے۔ ایک طرف مادی دوڑ ہے، دوسری طرف روحانی پیاس۔ قرآن حکیم ہمیں ایک اصول کی طرف متوجہ کرتا ہے کہ ''اللہ کسی قوم کی حالت اس وقت تک نہیں بدلتا جب تک وہ خود اپنی حالت کو نہ بدلے۔'' یہ اصول ہمیں سکھاتا ہے کہ تبدیلی اگر چاہتے ہو تو اس کی ابتدا اپنے آپ سے کرو۔ معاشرے کی خرابیوں کو کوسنے سے پہلے ہمیں اپنی ذات کا جائزہ لینا ہوگا۔ ہماری گفتار، کردار، اور رویوں میں وہ شفافیت ہو جو تبدیلی کی بنیاد بن سکے۔ خاندان جو کبھی معاشرتی تربیت کا پہلا اور مؤثر ادارہ تھا، آج خود ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہے۔ والدین اور اولاد کے درمیان جو فاصلہ بڑھا ہے، اس نے صرف جذباتی رشتوں کو ہی نہیں بلکہ اقدار کے انتقال کے عمل کو بھی متاثر کیا ہے۔ اب اولاد کو اچھائی اور برائی کا فرق سکھانے والا کوئی نہیں، کیونکہ خود والدین کی زندگیوں میں وقت کی کمی اور ترجیحات کی تبدیلی آ چکی ہے۔ اب والدین بچوں کے مستقبل کی فکر تو کرتے ہیں، مگر اس مستقبل کا مطلب صرف اچھی نوکری اور اعلیٰ تنخواہ بن گیا ہے، نیک انسان بنانا ان کے لیے ترجیح نہیں رہا۔ اسی طرح استاد اور شاگرد کا رشتہ بھی محض تعلیمی ضرورت تک محدود ہو گیا ہے۔ پہلے استاد علم کے ساتھ ساتھ حلم، دیانت، سچائی، اور انسان دوستی کا درس بھی دیتا تھا۔ شاگرد استاد کی صحبت کو باعثِ برکت سمجھتا تھا۔ آج تعلیم کا مقصد فقط ملازمت بن چکا ہے۔ ادارے علم کی روشنی کے مراکز کم اور مارکیٹ کے تقاضوں کو پورا کرنے والے مراکز زیادہ دکھائی دیتے ہیں۔ سماج کی سطح پر ہم دیکھتے ہیں کہ ایک بے چینی اور تناؤ مسلسل بڑھتا جا رہا ہے۔ زبان، نسل، ذات، اور مذہب کی بنیاد پر تقسیم، صنفی تعصّبات، اور معاشرتی نابرابری نے انسانی رشتوں کو کمزور کر دیا ہے۔ انسان، انسان سے خوفزدہ ہے۔ ہر شخص خود کو تنہا محسوس کرتا ہے، گویا کسی کو کسی کا احساس نہیں رہا۔ ایسے میں ضروری ہے کہ ہم پھر سے ان قدروں کو اپنائیں جو انسانی بقا کے لیے ضروری ہیں۔ رواداری، صبر، برداشت، ہمدردی، سچائی، اور انصاف جیسے اصول اگر ہمارے معاشرے کا حصہ بن جائیں تو بہت سی برائیاں خود بخود ختم ہو سکتی ہیں۔ یہی وہ اصول ہیں جو ہمیں مذہب، روایت اور عقل تینوں سکھاتے ہیں۔ ایک موقع پر قرآن نے ہمیں سچ بولنے، عدل پر قائم رہنے، اور حتیٰ کہ اگر حق خلافِ مصلحت بھی ہو، تو اسے نہ چھپانے کا درس دیا ہے۔ یہ تعلیمات نہ صرف روحانی سطح پر مفید ہیں بلکہ ایک مہذب اور منصف معاشرے کی تشکیل کے لیے بھی ناگزیر ہیں۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم تعلیم کو محض علم حاصل کرنے کا ذریعہ نہ بنائیں بلکہ اسے تربیت کا ذریعہ بنائیں۔ نوجوان نسل کو صرف کامیاب بنانے کی دوڑ میں نہ لگائیں، بلکہ انہیں اچھا انسان بننے کا شعور دیں۔ ان میں خدمت خلق کا جذبہ پیدا کریں، تاکہ وہ سماج کی بہتری کے لیے اپنا کردار ادا کر سکیں۔ آج کا نوجوان اگر اپنی توانائیاں تعمیری کاموں میں صرف کرے، تو وہ صرف خود کو نہیں بلکہ پوری قوم کو بدل سکتا ہے۔

آپ کے پیر اربوں بیکٹیریا کا گھر: پاؤں دن میں کتنی بار اور کیسے دھونے ضروری ہیں

ہم میں سے بہت سے لوگ اپنے پیروں کو روزانہ رگڑ رگڑ کر دھونے کے عادی ہوتے ہیں جبکہ بعض ایسے بھی ہیں جن کا خیال ہے کہ نہانے کے دوران پاؤں پر سے بس پانی بہا لینا ہی کافی ہوتا ہے۔ ان دونوں عادات کے تناظر میں اہم بات یہ جاننا ہے کہ کیا آپ اپنے پاؤں صحیح طریقے سے دھو رہے ہیں یا نہیں؟ جب ہم نہاتے ہیں تو فطری طور پر جسم کے کچھ حصوں پر ہماری توجہ زیادہ اور کچھ پر کم ہوتی ہے۔ تاہم بعض اوقات نہانے کے دوران پاؤں اس لیے بھی نظرانداز ہو جاتے ہیں کیونکہ وہ ہمارے جسم کا سب سے نچلا حصہ ہیں۔ تاہم ماہرین کے مطابق پیروں کو اگر بہت زیادہ نہیں تو بھی مناسب توجہ کی ضرورت ہوتی ہے۔ برطانیہ کی نیشنل ہیلتھ سروس اور یو ایس سینٹرز فار ڈیزیز کنٹرول روزانہ صابن اور پانی کی مدد سے پاؤں دھونے کو صحت کے لیے ضروری قرار دیتے ہیں۔ اور اس کی سب سے اہم وجہ پیروں کی ناگوار بو سے بچنا ہے۔ پیروں کے تلووں میں جسم کے کسی بھی دوسرے حصے سے زیادہ پسینے کے غدود ہوتے ہیں جن کی تعداد فی مربع سینٹی میٹر 600 کے قریب ہوتی ہے۔ تاہم پسینہ خود بدبودار نہیں ہوتا بلکہ نمکیات، گلوکوز، وٹامنز اور امینو ایسڈز کے مرکب میں بیکٹریا کی افزائش اسے بدبودار بنا دیتی ہے۔ برطانیہ کی یونیورسٹی آف ہل سے منسلک لیکچرر ہولی ولکنسن کہتی ہیں کہ انگلیوں کے درمیان کا حصہ بہت نم اور گرم مرطوب ہوتا ہے اس لیے وہاں زیادہ جراثیم موجود ہوتے ہیں۔ ہمارے پاؤں زیادہ تر جوتے اور موزوں سے ڈھکے ہوتے ہیں اور اس وجہ سے بھی پیروں میں نمی کی زیادہ مقدار دن کے بیشتر حصے کے دوران برقرار رہتی ہے۔ اگر آپ انسانی جسم کے کسی بھی حصے کے فی مربع سینٹی میٹر پر دوربین کے ذریعے بہت قریب سے دیکھیں تو آپ کو اس حصے میں کہیں بھی 10 ہزار سے لے کر 10 لاکھ تک بیکٹیریا دکھائی دیں گے۔ جراثیم کی یہ تعداد جسم کے نم اور زیادہ درجہ حرارت والے حصوں خصوصاً پاؤں میں زیادہ ہوتی ہے۔ پیروں پر بہت سے بیکٹیریا ہوتے ہیں، جیسا کہ کورنی بیکٹیریم اور سٹیفی لوکوکس اور۔ اور اگر پیروں میں پسینہ بھی موجود ہو تو ایسپر گیلس، کرپٹو کاکس، اپی کوکیوکم، کنڈیڈا، ٹرائی کوسپورسم، اور دیگر اقسام کے ان گنت بیکٹیریا یہاں جگہ بنا لیتے ہیں۔ انسانی پاؤں میں جسم کے کسی بھی حصے سے زیادہ بیکٹیریا اور پھپھوندی کی اقسام پائی جاتی ہیں اور شاید یہ سب باقاعدگی سے پاؤں دھونے کی عادت کی حوصلہ افزائی کے لیے اچھی وجوہات ہیں۔ اس حوالے سے کی جانے والی ایک تحقیق میں 40 افراد کے پیروں کے تلووں سے نمونے لیے گئے۔ تحقیق کے نتائج میں بتایا گیا کہ پاؤں دھونے سے بیکٹیریا کی تعداد پر خاصا فرق پڑتا ہے۔ جو لوگ دن میں دو بار اپنے پیر دھوتے تھے ان کے پاؤں میں تقریباً 8,800 بیکٹیریا فی مربع سینٹی میٹر ہوتے ہیں۔ اس کے برعکس جو لوگ ہر دوسرے دن نہاتے تھے ان کے پیروں میں فی مربع سینٹی میٹر 10 لاکھ سے زیادہ بیکٹیریا پائے گئے۔ تاہم پیروں میں مائیکرو جنزم ہونے کا مطلب یہ نہیں کہ پاؤں سے بدبو لازمی آئے گی، یہ پریشانی کی بات نہیں تاہم پیروں پر بیکٹیریا کی اقسام ان کی تعداد سے زیادہ اہم ہیں۔ سٹیفی لوکوکس نامی بیکٹیریا پاؤں کی ناگوار بو کے لیے ذمہ دار غیر مستحکم فیٹی ایسڈ (Volatile fatty acids) پیدا کرنے کا بنیادی عنصر ہیں۔ پیروں کی جلد پر پسینے کے غدود الیکٹرولائٹس، امینو ایسڈ، یوریا اور لیکٹک ایسڈ کا مرکب خارج کرتے ہیں۔ سٹیفی لوکوکس بیکٹیریا فوڈ پروسیسنگ کے دوران امینو ایسڈ کو غیر مستحکم فیٹی ایسڈ (VFA) میں تبدیل کرتے ہیں۔ اس عمل میں اہم کیمیائی عنصر آئی سو ویلیرک ایسڈ خارج ہوتا ہے جس کی بدبو ہمیں بے چین اور بے آرام کر دیتی ہے۔ سنہ 2014 میں کی جانے والی ایک تحقیق میں 16 افراد کے پیروں کا جائزہ لیا گیا اور اس میں یہ بات سامنے آئی کہ پیروں کے تلووں پر موجود 98.6 فیصد بیکٹیریا سٹیفیلوکوکس تھے۔ آئی سو ویلیرک ایسڈ سمیت غیر مستحکم فیٹی ایسڈ کی سطح پاؤں میں بدبو کا باعث بنی اور ان کی تعداد پاؤں کے اوپری حصے کے برعکس تلووں میں نمایاں دکھائی دی۔ اس تحقیق کے مطابق پاؤں کی بدبو کا تعلق سٹیفی لوکوکس بیکٹیریا کی تعداد سے پایا گیا جبکہ صابن کا پیر کے تلووں تک نہ پہنچنا بھی اس بدبو کی وجوہات میں سے ایک ہے۔ تاہم پاؤں دھونے کا تعلق محض بدبو کو روکنے تک محدود نہیں ہے۔ بہت سی بیماریوں اور پیروں کے مسائل سے بچنے کے لیے پاؤں کو صحیح طریقے سے دھونا ضروری ہے۔ نیویارک کے ہسپتال ماؤنٹ سینائی کے ماہر امراض جلد پروفیسر جوشوا زیچنر کہتے ہیں کہ انگلیوں کے درمیان تنگ جگہ کی وجہ سے اس مقام پر مائیکروبیل انفیکشن کا سب سے زیادہ خطرہ ہے جو خارش، سوجن اور بدبو کا سبب بن سکتا ہے۔ ان کے مطابق اس عمل سے جلد کی حفاظت کے لیے موجود تہہ میں خلل پڑتا ہے۔ یہ جرثوموں کے جلد پر حملہ کرنے کے ساتھ ساتھ مختلف قسم کے انفیکشنز کا خطرہ بھی بڑھا سکتا ہے۔ پروفیسر جوشوا زیچنر کے مطابق سب سے عام مسئلہ ایتھلیٹس فٹ ہے، جو پاؤں کی جلد کا فنگل انفیکشن ہے۔ اس انفیکشن کی ذمہ دار پھپھوندی گرم، تاریک اور مرطوب درجہ حرارت میں پروان چڑھتی ہے۔ لہٰذا یہ حالت عام طور پر انگلیوں کے درمیان خالی جگہوں کو متاثر کرتی ہے . اس لیے اس حصے کو صاف اور خشک رکھنا ضروری ہے جو ہمارے پاؤں کی صحت کے لیے ایک اچھی عادت ہے۔ یہ انفیکشن آپ کے پیروں کے تلووں اور انگلیوں کے درمیان خارش اور جلد کے پھٹنے جیسی علامات کا سبب بن سکتا ہے۔ اگر آپ اپنے پیروں کو صاف رکھنے کی اچھی عادت کو اپنا لیں تو اس سے پاؤں کی جلد سٹیفی لوکوکس یا سیوڈوموناس بیکٹیریا کے انفیکشن سے محفوظ رہ سکتی ہے۔ اگرچہ یہ بیکٹیریا قدرتی طور پر آپ کی جلد پر موجود ہوتے ہیں تاہم اگر یہ کسی بھی کٹ کے ذریعے آپ کے خون کے دھارے میں داخل ہوتے ہیں تو یہ سنگین انفیکشن کا سبب بن سکتا ہے۔ ہولی ولکنسن کا کہنا ہے کہ پاؤں میں انفیکشن ہونے کا امکان زیادہ ہوتا ہے کیونکہ وہاں زیادہ بیکٹیریا ہوتے ہیں اور ایسے میں اگر آپ کو پیروں میں کوئی چوٹ لگتی ہے، تو اس بات کا قوی امکان ہے کہ جراثیم اس زخم میں داخل ہو سکتے ہیں۔ لیکن دوسری جانب اگر آپ اپنے پیروں کو اچھی طرح سے صاف کرتے ہیں تو بھی جلد میں انفیکشن کا امکان ہو سکتا ہے تاہم یہ ضرور ہے کہ پیروں کو باقاعدگی سے دھونے سے بیکٹیریا کی تعداد کم ہو جاتی ہے۔ لہٰذا اگر آپ کو زخم لگتا ہے تو خون کے دھارے میں داخل ہونے کے لیے زخم کے آس پاس کے جراثیم کم ہوں گے۔ اگر آپ کو ذیابیطس ہے تو اس صورت میں تو پیروں کو بار بار دھونا اور ان کا خیال رکھنا بہت ضروری ہے۔ تحقیق سے ثابت ہوا ہے کہ ذیابیطس کے مریضوں میں پیتھوجینک بیکٹیریا کی مقدار زیادہ ہوتی ہے جو ان کے پیروں کی جلد پر رہتے ہیں۔ ہولی ولکنسن کا کہنا ہے کہ ہمارے جسم میں موجود جراثیم انفیکشن کا سبب بننے کے موقع کا انتظار کر رہے ہیں۔ اسی لیے ذیابیطس کے مریضوں کے لیے یہ ضروری ہے کہ وہ اپنے پیروں کا خاص خیال رکھیں، کیونکہ اس کی وجہ سے انھیں انفیکشن ہونے کا خطرہ زیادہ ہوتا ہے۔ ذیابیطس کے شکار افراد کی قوت مدافعت بھی کمزور پڑنے کا خدشہ ہوتا ہے اس لیے اگر انھیں انفیکشن ہو جائے تو ان کا جسم اس سے بہتر طور سے لڑ نہیں سکتا۔ شوگر کے مریضوں کے پیروں پر کٹ لگنے اور زخم ہونے کا بھی خطرہ رہتا ہے اور اگر ان کا بروقت علاج نہ کیا جائے تو ان کے لیے انگلیوں، پیروں، یا یہاں تک کہ اعضا کو کاٹنا پڑ سکتا ہے۔ ہولی ولکنسن کے مطابق اگر آپ کی بلڈ شوگر بڑھی ہوئی یا بے قابو ہے تو آپ کے پیروں کے اعصاب کو نقصان پہنچ سکتا ہے اور یوں آپ کو اپنے پیروں کو ٹھیک سے محسوس کرنا تک بھی مشکل ہو سکتا ہے۔ پیروں کو دھونے کا عمل آپ کو ٹھیک سے جانچ کرنے اور انفیکشن سے محفوظ رہنے کا موقع فراہم کرتا ہے۔ ہولی ولکنسن اور ڈائیبیٹکس یو کے جیسی فلاحی تنظیمیں تجویز کرتی ہیں کہ ذیابیطس کے مریضوں کو چاہیے کہ وہ ہر روز اپنے پاؤں مناسب طریقے سے دھوئیں۔ کچھ ماہرین کا کہنا ہے کہ زیادہ تر لوگوں کے لیے روزانہ پاؤں دھونے سے صحت کو بہت کم فائدہ ہوتا ہے اور یہ جلد کے مسائل کا خطرہ بھی بڑھا سکتا ہے۔ بہرحال جسم کے دیگر حصوں کی مانند پیروں کی جلد بھی ضروری افعال کو انجام دینے کے لیے مددگار اور فائدے مند جرثوموں کی اپنی کمیونٹی پر انحصار کرتی ہے. یہ کمیونٹی نقصاندہ بیکٹیریا پر غالب آتی ہے اور وہ ماحول پیدا کرتی ہے جس سے جلد کو نم اور ملائم رہتی ہے اور یہاں تک کہ زخموں کی مرمت میں بھی مددگار ماحول فراہم کرتے ہیں۔ بار بار رگڑ کر دھونے سے ان فائدہ مند جراثیم کی تہہ بھی کم ہوتی ہے، خاص طور پر اگر پانی گرم ہو۔ اس کے نتیجے میں جلد خشک، حساس اور خارش زدہ ہو سکتی ہے۔ پھٹی ہوئی جلد بیکٹیریا کو عام طور پر جلد کے حفاظتی حصار کو توڑنے کی اجازت دے سکتی ہے، جس سے انفیکشن کا امکان بڑھ جاتا ہے۔ جوشوا زیچنر کا کہنا ہے کہ جلد کو زیادہ دھونے سے جلد کی رکاوٹ میں خلل پڑ

Scanned with OKEN Scanner

اگر آپ لوگوں سے اپنی بات منوانا چاہتے ہیں تو اِن تین مشوروں پر عمل کریں

گفتگو کی یہ سادہ تکنیک اپنانے سے آپ لوگوں کو کہیں زیادہ کھلے ذہن کا پا سکتے ہیں۔ فلسفی کارل پوپر کا دعوی ہے کہ علم کی ترقی کا انحصار مکمل طور پر اختلاف رائے پر ہے۔ انھوں نے یہ نتیجہ سائنس سے متعلق اخذ کیا تھا لیکن یہ الفاظ کسی بھی عالمی نظریے پر یکساں لاگو ہو سکتے ہیں۔ اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپ اختلاف ختم کر دیں اور کسی کی سوچ بدل دیں تو آپ کو اسے صحیح طریقے سے کرنا ہوگا۔ میں نے سماجی رابطے پر اپنی حالیہ کتاب میں دیکھا ہے کہ نئی نفسیاتی تحقیق متنازع مسائل کے بارے میں مزید تعمیری گفتگو کرنے میں مدد کر سکتی ہے۔ کچھ حکمت عملیوں نے تو مجھے حیران کر دیا۔ اگر چہ کچھ سوشل میڈیا صارفین ہمیں یہ باور کرانے کی کوشش کرتے ہیں کہ حقائق آپ کے جذبات کی پرواہ نہیں کرتے لیکن مطالعات سے پتہ چلتا ہے کہ اگر ہم مسائل کے بارے میں اپنے ذاتی تجربات شامل کرتے ہوئے بات کرتے ہیں تو یہ امکان بڑھ جاتا ہے کہ لوگ ہمارے دلائل سنیں۔

آپ کو متجسس رہنا ہوگا

فرینڈ شپ کے ایک حالیہ مطالعے میں شدید اختلاف کا ایک اہم سبب واضح تھا۔ اس میں ہم نے ایک سوالنامہ شامل کیا تھا جو میں نے ماہر نفسیات ایان میکری کے ساتھ تیار کیا تھا اور گذشتہ سال جولائی اور اگست میں بی بی سی کے قارئین کو پیش کیا گیا تھا۔ سوالنامے کے ایک حصے میں شرکا سے کہا گیا کہ وہ کسی ایسے شخص کے ساتھ مباحثے کا تصور کریں جو ان سے کسی سیاسی یا سماجی مسائل کے بارے میں اختلاف رکھتا ہو۔ اس کے بعد تحقیق میں شریک ہر ایک سے ان کے ارادوں کے بارے میں پوچھا گیا کہ آیا ان کا مقصد دوسرے شخص کو قائل کرنا ہے، ان سے سیکھنا ہے، یا ان سے بحث کرنا ہے۔ اس کے علاوہ ان سے دوسرے شخص کے ارادوں کے بارے میں ان کا تاثر بھی معلوم کیا گیا۔ مجموعی طور پر 1912 شرکا نے اس بات کا بڑھ چڑھ کر اندازہ لگایا کہ دوسرے لوگ انھیں اپنے نقطہ نظر سے کتنا قائل کرنا چاہتے ہیں اور یہ کہ وہ حجت کر رہے ہیں۔ جبکہ حقیقت میں انھوں نے اس بات کا کم اندازہ لگایا کہ دوسرا شخص درحقیقت مختلف رائے کو سمجھنے اور اس سے سیکھنے کی کوشش کر رہا تھا۔ جب بھی ہم کسی تنازعے میں ہوں تو یہ یاد رکھنا چاہیے کہ دوسرا شخص ہماری سوچ سے کہیں زیادہ نیک نیتی پر مبنی بات چیت کے لیے راضی ہو سکتا ہے اور ہمیں ان کے ساتھ احترام کے ساتھ پیش آنا چاہیے۔ ایسی صورت بھی ہو سکتی ہے کہ ہم سے بات کرنے والا شخص شاید یہ نہ سمجھے کہ ہم اس کی رائے میں دلچسپی نہیں رکھتے ہیں۔ اس لیے ہمیں خود بھی زیادہ کھل کر اپنی دلچسپی ظاہر کرنی چاہیے۔ اگر ہم خلوص نیت سے سیکھنے اور سمجھنے کی کوشش کریں گے تو دوسرا شخص بھی اپنی سوچ کا زیادہ کھل کر اظہار کرے گا اور بات چیت زیادہ مثبت اور مفید ہو سکتی ہے۔ عام طور پر درست اور مناسب سوال کرنا آسان ہے۔ 2000 کی دہائی کے آخر میں سٹینفرڈ یونیورسٹی کے فرانسس چن اور ان کے ساتھیوں نے طلبا کو ایک آن لائن مباحثے میں شامل ہونے کی دعوت دی کہ آیا یونیورسٹی کو امتحانات کا نیا نظام متعارف کرانا چاہیے۔ جیسا کہ توقع کی جا سکتی تھی بہت سے طلبا اس خیال کے سخت مخالف تھے۔ اہم بات یہ تھی کہ انھوں نے سوچا کہ وہ اپنے ساتھیوں سے بحث کر رہے ہیں لیکن ان کے ساتھ مباحثے میں شامل ہونے والے دراصل محققین تھے اور وہ ایک انتہائی سخت سکرپٹ کی پیروی کر رہے تھے۔ وہ یہ بھی جانچ رہے تھے کہ شرکا تجرباتی گروپ میں ہیں یا کنٹرول گروپ میں۔ محققین نے طلبا سے اپنے خیالات کی وضاحت کرنے کو کہا۔ مثال کے طور پر وہ کسی طالب علم کی دلیل سن کر اس طرح جواب دیتے: مجھے آپ کی باتوں میں دلچسپی ہو رہی ہے۔ کیا آپ مجھے اس بارے میں مزید بتا سکتے ہیں کہ آپ نے ایسا کیسے سوچا؟ اس کے علاوہ دیگر آزمائش میں شرکا سے مزید معلومات یا ان کے عقائد کے بارے میں دریافت نہیں کیا گیا۔ سکرپٹ میں یہ ایک چھوٹی سی تبدیلی تھی لیکن ایک سوال کے اضافے نے شرکا کو زیادہ کھلے ذہن کے ساتھ بات چیت کی ترغیب دی اور مباحثے کا پورا لہجہ بدل دیا۔ وہ بات چیت جاری رکھنے اور دوسرے شخص کے دلائل کے بارے میں مزید معلومات حاصل کرنے کے لیے زیادہ آمادہ نظر آئے۔ ہم شاید ایک تجربے کے نتائج پر فوراً یقین نہ کریں لیکن اسرائیل کی یونیورسٹی آف حیفا کے گائے اِتزچاکوف اور ان کے ساتھیوں نے سینکڑوں افراد پر کئی تجربات کیے اور وہ بھی اسی نتیجے پر پہنچے۔ اگر ہم لوگوں سے ان کے خیالات اور ان کے پیچھے وجوہات کے بارے میں سوال کریں تو وہ اپنی دفاعی سوچ ختم کر دیتے ہیں اور دوسروں کی رائے کو زیادہ کھلے دل سے سننے کے لیے تیار ہو جاتے ہیں۔ اس قسم کی بات چیت کے بعد شرکا کے بیانات سے اتفاق کرنے کا کافی امکان نظر آیا: جیسے کہ مجھے لگتا ہے کہ مجھے اس بات چیت کے بعد اس کا دوبارہ جائزہ لینا چاہیے۔ اس سے یہ پتا چلتا ہے کہ وہ جس مسئلے پر بات کر رہے تھے اس بارے میں مزید سوچنے پر مجبور ہوئے۔

اپنے ذاتی تجربات بتائیں

دوران گفتگو آپ کو اس مسئلے کے بارے میں اپنے ذاتی تجربے کو شیئر کرنے سے گھبرانا نہیں چاہیے۔ درحقیقت، یہ آپ کی دلیل کو زیادہ مضبوط بنا سکتا ہے۔ یہ ایک حقیقت ہے لیکن اس حقیقت کو وسیع پیمانے پر تسلیم نہیں کیا جاتا۔ جب یونیورسٹی آف نارتھ کیرولائنا میں ایملی کوبن اور ان کے ساتھیوں نے 251 شرکا سے کہا کہ وہ ہم جنس شادی یا اسقاط حمل جیسے مسئلے پر اپنی رائے پیش کرنے کے بہترین طریقے بیان کریں تو 56 فیصد نے حقائق اور شواہد کی پیشکش کا انتخاب کیا، جبکہ صرف 21 فیصد نے ذاتی تجربے کے اظہار کا انتخاب کیا۔ ہم نے فرینڈ شپ سٹڈی میں بھی یہی دیکھا۔ جب ہم نے لوگوں سے قائل کرنے کی سات حکمت عملیوں کی درجہ بندی کرنے کو کہا تو 'شائستگی' پہلے نمبر پر تھی، اس کے بعد منطق اور دلائل' جبکہ ذاتی تجربہ پانچویں نمبر پر تھا۔ لیکن کوبن کے تجربات سے پتہ چلتا ہے کہ یہ قائل کرنے کا ایک طاقتور آلہ ہو سکتا ہے۔ ان کی ٹیم نے 177 شرکا سے کہا کہ وہ ٹیکس، کوئلے کی کان کنی یا گن کنٹرول جیسے موضوعات پر تین لوگوں کی رائے کے بارے میں پڑھیں، اس سے پہلے کہ وہ ہر شخص کے احترام اور اس شخص کی معقولیت کی درجہ بندی کریں۔ اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ ان کا ابتدائی موقف کیا ہے۔ شرکا نے کافی زیادہ درجہ بندی کی کہ اگر وہ جانتے تھے کہ اس شخص کے پاس اس مسئلے کا ذاتی تجربہ ہے۔ آن لائن مختصر تحریریں پڑھنا حقیقی زندگی کے مقابلوں سے بہت الگ لگتا ہے۔ لیکن کوبن نے یونیورسٹی کے قریب رہنے والے 153 مقامی لوگوں کے مزید جواب استعمال کرتے ہوئے بندوق پر قابو پانے کے بارے میں براہ راست مکالموں میں بھی اس اصول کو آزمایا ہے۔ ایک بار پھر کسی نے اپنے خیالات کو پیش کرنے کے لیے ذاتی تجربے کا استعمال کرتے ہوئے اپنی گفتگو میں ساتھ موجود ساتھی سے زیادہ احترام کا رویہ رکھا اور ان کے خیالات کو زیادہ معقول سمجھا گیا۔ آپ 2018 کے وسط مدتی انتخابات کے حالیہ جائزے پر غور کریں۔ اس مطالعے میں 230 کینوئیس کی پیش رفت کا جائزہ لیا گیا۔ اس میں سات امریکی مقامات کے 6، 869 رائے دہندگان کے ساتھ مختلف سیاسی امور پر تبادلہ خیال کیا گیا۔ ان میں سے کچھ سے کہا گیا کہ وہ مکمل طور پر اعداد و شمار کے دلائل کا استعمال کرتے ہوئے اپنا مقدمہ پیش کریں۔ مثلاً عام خوف کہ امیگریشن سے جرائم میں اضافہ ہوتا ہے، جبکہ دوسروں کو حقائق پر مبنی ثبوت پیش کرنے کے علاوہ ذاتی کہانیوں کا تبادلہ کرنے کے لیے بھی کہا گیا تھا۔ رائے دہندگان میں سے ہر ایک نے انتخابی مہم چلانے والوں سے ملنے سے پہلے اور بعد میں رائے شماری کی۔ محققین نے دیکھا کہ تجربات کے باہمی احترام کے تبادلے سے رائے تبدیل ہونے کا امکان زیادہ ہوتا ہے بجائے اس بات چیت کے جو غیر شخصی حقائق اور اعداد و شمار پر زیادہ توجہ مرکوز کرتے ہیں۔ اگر چہ مجموعی طور پر اثرات بہت کم تھے اور اس کے نتیجے میں امیگریشن کے بارے میں خیالات میں پانچ فیصد پوائنٹ کی تبدیلی آئی۔ مثال کے طور پر اسے سیاق و سباق میں لیا جانا چاہیے۔ اوسطاً، بات چیت مجموعی طور پر صرف 11 منٹ تک جاری رہی، پھر بھی لوگوں کی ایک بڑی تعداد نے مضبوطی سے اپنے خیالات کو تبدیل کرنا شروع کر دیا۔

سنیں اور سمجھیں

اپنی گفتگو کے دوران، آپ کو اس بات کو یقینی بنانا چاہیے کہ آپ تہذیب کی ایک بنیادی سطح کو برقرار رکھیں، نہ صرف اپنے ساتھی کے ساتھ گفتگو کے دوران، بلکہ تب بھی جب آپ کسی اور کے بارے میں بات کر رہے ہیں جو عوامی شخصیات سمیت بحث میں شامل ہو سکتا ہے۔ یونیورسٹی آف ونی پگ کے جیریمی فریمر اور شکاگو کی الینوائے یونیورسٹی کی لنڈا اسکٹکا کی تحقیق سے پتہ چلا ہے کہ بدتمیزی اپنانے سے اس شخص کا آپ سے دور ہونے کا زیادہ امکان ہو جاتا ہے جسے آپ اپنی رائے تبدیل کرنے کے بجائے قائل کرنا چاہتے ہیں اور یہ ان لوگوں کو بھی متاثر کر سکتا ہے جو پہلے ہی آپ کے نقطہ نظر کے قریب آ رہے تھے۔ وہ اسے مونٹاگو اصول کے طور پر بیان کرتے ہیں، جس کا نام 18 ویں صدی میں لیڈی میری ورٹلے مونٹاگو کے نام پر رکھا گیا ہے، جس میں کہا گیا تھا کہ تہذیب کی کوئی قیمت نہیں ہے اور وہ سب کچھ خریدتی ہے۔ حقیقی تجسس کا مظاہرہ کر کے، اپنے ذاتی تجربات کو شیئر کر کے اور ایک شائستہ انداز رکھتے ہوئے، آپ دوسروں سے رابطہ قائم کرنے کی اپنی صلاحیت سے حیران ہو سکتے ہیں اور اس عمل سے آپ ایک دانشمندانہ عالمی نقطہ نظر حاصل کر سکتے ہیں۔

”عالمی ویلیو چینز میں بھارت کی شرکت کو بڑھاتی ہوئی آٹوموٹیو صنعت“ سے متعلق نیتی آیوگ نے ایک رپورٹ جاری کی

یہ رپورٹ ”آٹوموٹیو انڈسٹری: بھارت کی عالمی ویلیو چینز میں شمولیت کو فروغ دینا“، نیتی آیوگ نے جاری کی ہے، جسے نائب چیئرمین جناب سمن بیری کی موجودگی میں، نیتی آیوگ کے ممبران ڈاکٹر وی کے سارسوت، ڈاکٹر اروند ویرمانی، اور سی ای او جناب بی وی آر سبرامنیم کے ساتھ لانچ کیا گیا۔ یہ رپورٹ بھارت کے آٹوموٹیو شعبے کا جامع تجزیہ پیش کرتی ہے، جس میں مواقع اور چیلنجز کو اجاگر کیا گیا ہے، اور بھارت کو عالمی آٹوموٹیو مارکیٹ میں ایک اہم کھلاڑی بنانے کے لیے ایک واضح راستہ فراہم کیا گیا ہے۔ سال 2023 میں دنیا بھر میں تقریباً 94 ملین گاڑیاں تیار کی گئیں۔ عالمی آٹوموٹیو پرزہ جات کی مارکیٹ کی قدر تقریباً 2 ٹریلین امریکی ڈالر رہی، جس میں برآمدات کا حصہ تقریباً 700 ارب ڈالر تھا۔ بھارت، چین، امریکہ اور جاپان کے بعد چوتھا سب سے بڑا گاڑیاں تیار کرنے والا ملک بن کر ابھرا ہے، جس کی سالانہ پیداوار تقریباً 6 ملین گاڑیاں ہیں۔ بھارت نے خاص طور پر چھوٹی کاروں اور یوٹیلیٹی وہیکل کے شعبے میں گھریلو اور برآمداتی منڈی میں مضبوط موجودگی حاصل کی ہے۔ 'میک ان انڈیا' جیسے اقدامات اور لاگت مؤثر ورک فورس کی بدولت، بھارت خود کو آٹوموٹیو مینوفیکچرنگ اور برآمدات کا مرکز بنانے کی راہ پر گامزن ہے۔ آٹوموٹیو صنعت ایک بڑی تبدیلی سے گزر رہی ہے، جو الیکٹرک گاڑیوں کی طرف منتقلی ہے۔ یہ تبدیلی صارفین کی پائیدار ذرائع نقل و حمل کی بڑھتی ہوئی مانگ، کاربن کے اخراج میں کمی کے لیے ضابطہ جاتی دباؤ، اور بیٹری ٹیکنالوجی میں ترقی کے نتیجے میں ہو رہی ہے۔ دنیا بھر میں ای ویز کی فروخت میں زبردست اضافہ ہوا ہے، جو مینوفیکچرنگ کے منظرنامے کو تبدیل کر رہا ہے۔ بیٹری مینوفیکچرنگ کے مراکز یورپ اور امریکہ جیسے خطوں میں ابھر رہے ہیں، جس سے لیتھیم اور کوبالٹ کان کنی کی صنعتوں میں سرمایہ کاری کو فروغ مل رہا ہے، جو ای وی کی تیاری کے لیے ضروری ہیں۔ یہ پیش رفت روایتی سپلائی چینز کو تبدیل کر رہی ہے اور تعاون و مقابلے کے نئے مواقع پیدا کر رہی ہے۔ اسی دوران، انڈسٹری 4.0 کا عروج آٹوموٹیو مینوفیکچرنگ کو بدل رہا ہے۔ مصنوعی ذہانت، مشین لرننگ، انٹرنیٹ آف تھنگز، اور روبوٹکس جیسی ٹیکنالوجیز پیداوار کے عمل کو بہتر بنا رہی ہیں، پیداواری صلاحیت میں اضافہ کر رہی ہیں، لاگت میں کمی لا رہی ہیں، اور زیادہ لچکدار نظام کو ممکن بنا رہی ہیں۔ یہ ڈیجیٹل ترقیات نہ صرف مینوفیکچرنگ کو بہتر بنا رہی ہیں بلکہ سمارٹ فیکٹریوں اور کنیکٹڈ گاڑیوں پر مبنی نئے کاروباری ماڈلز کو بھی فروغ دے رہی ہیں۔ عالمی سطح پر چوتھا سب سے بڑا آٹوموبائل پروڈیوسر ہونے کے باوجود، عالمی آٹوموٹو اجزاء کی تجارت میں ہندوستان کا معمولی حصہ (تقریباً 3 فیصد) ہے، جو تقریباً 20 بلین ڈالر ہے۔ آٹوموٹو اجزاء میں عالمی تجارت کا بڑا حصہ انجن اجزاء، ڈرائیو ٹرانسمیشن اور اسٹیئرنگ سسٹم سے چلتا ہے، لیکن ان حصوں میں ہندوستان کا حصہ صرف 2-4 فیصد پر کم

بی آر ایس دور حکومت میں اراضی الاٹمنٹ پر کے ٹی آر کو کھلے مباحث کا چیلنج

گچی باولی اراضی معاملہ میں بی آر ایس کا گمراہ کن پروپگنڈہ، صنعتوں کے قیام سے لاکھوں روزگار کے مواقع، مہیش کمار گوڑ، دیگر کی پریس کانفرنس

حیدرآباد۔صدر پردیش کانگریس مہیش کمار گوڑ نے بی آر ایس کے ورکنگ پریسیڈنٹ کے ٹی راماراو? کو گزشتہ 10 برسوں کے دوران اراضیات کے الاٹمنٹ اور بے قاعدگیوں پر کھلے مباحث کا چیلنج کیا۔گاندھی بھون میں رکن راجیہ سبھا انیل کمار یادو، ارکان قانون ساز کونسل عامر علی خاں، ادنکی دیاکر، بی وینکٹ اور صدر نشین ٹمریز رحیم قریشی کے ہمراہ میڈیا کے نمائندوں سے بات چیت کرتے ہوئے الزام عائد کیا کہ بی ا?ر ایس کے 10 سالہ دور حکومت میں حکومت سے قربت رکھنے والے افراد کو شہر کے اطراف قیمتوں اراضی الاٹ کی گئی تھی۔مہیش کمار گوڑ نے کہا کہ کے سی ا?ر دور حکومت میں قیمتی اراضیات کو معمولی قیمت پر اپنے قریبی افراد کو الاٹ کیا گیا جس میں بی ا?ر ایس قائدین بھی شامل ہیں۔ اُنھوں نے کہا کہ ہزاروں ایکر اراضی الاٹ کرنے کے لئے سابق حکومت ذمہ دار ہے۔اُنھوں نے کہا کہ 10 برس تک اراضی معاملات میں ملوث قائدین ا?ج گچی باو?لی اراضی کے معاملہ میں حکومت پر الزام تراشی کرر ہے ہیں۔مہیش کمار گوڑ نے کہا کہ اگر کے ٹی ا?ر میں ہمت ہو تو وہ گزشتہ 10 برسوں کے الاٹمنٹ پر کھلے مباحث کے لئے تیار رہیں۔مہیش کمار گوڑ نے کہا کہ کے سی ا?ر نے حیدرا?باد کے اطراف کی قیمتی اراضیات کو اپنی جاگیر کی طرح معمولی قیمت پر فروخت کردیا تھا۔ اُنھوں نے سوال کیا کہ 10 برسوں تک بی ا?ر ایس حکومت نے کنچہ گچی باو?لی کی اراضی کے بارے میں قانونی جدوجہد کیوں نہیں کی۔اُنھوں نے کہا کہ اگر یہ اراضی حیدرا?باد سنٹرل یونیورسٹی کی ہے تو پھر بی ا?ر ایس حکومت نے عدالت میں اس سلسلہ میں حلفنامہ داخل کیوں نہیں کیا تھا۔اُنھوں نے الزام عائد کیا کہ ا?ئی ایم جی کمپنی سے کمیشن حاصل کرنے کے لئے بی ا?ر ایس حکومت نے اراضی پر توجہ نہیں دی۔ کانگریس برسر اقتدار ا?نے کے بعد سپریم کورٹ میں جدوجہد کرتے ہوئے 400 ایکر اراضی کا تحفظ کیا گیا۔اگر اراضی کا تحفظ نہیں کیا جاتا تو 400 ایکر ا?ئی ایم جی کے قبضہ میں ہوتے۔ مہیش کمار گوڑ نے الزام عائد کیا کہ ا?ئی ایم جی کے سربراہ بلی راو? سے ہزاروں کروڑ کمیشن سے محرومی کے بعد کے ٹی ا?ر نے حکومت کے خلاف الزام تراشی شروع کی ہے۔مہیش کمار گوڑ نے سوال کیا کہ کوکاپیٹ میں ہزاروں ایکر اراضی محض 100 کروڑ میں کس نے فروخت کی تھی۔ تلنگانہ انڈسٹریل انفراسٹرکچر کارپوریشن کے ذریعہ اراضی کی فروخت سے 10 ہزار کروڑ حاصل ہوئے اور اِس رقم کو کانگریس حکومت نے کسانوں کے قرض معافی کے لئے خرچ کیا۔اُنھوں نے کہا کہ 400 ایکر اراضی پر صنعتی اداروں کے قیام سے لاکھوں نوجوانوں کو روزگار کے مواقع حاصل ہوں گے۔مہیش کمار گوڑ نے کہا کہ اراضیات کے معاملہ میں بی ا?ر ایس دور حکومت کی 10 سالہ بے قاعدگیوں پر وہ کے ٹی ا?ر کو کھلے مباحث کا چیلنج کرتے ہیں۔اُنھوں نے کہا کہ 400 ایکر اراضی سرکاری ہے اور سپریم کورٹ نے حکومت کے حق میں فیصلہ سنایا ہے۔ مہیش کمار گوڑ نے بی ا?ر ایس اور بی جے پی قائدین کو مشورہ دیا کہ وہ ریاست کی ترقی میں رکاوٹ بننے کے بجائے نوجوانوں کو روزگار کی فراہمی میں حکومت سے تعاون کریں۔اُنھوں نے کہا کہ عوام اچھی طرح جانتے ہیں کہ کس نے سرکاری اراضیات کو معمولی قیمت پر قریبی افراد کو الاٹ کیا تھا۔چندرابابو نائیڈو دور حکومت میں گچی باو?لی کی اراضی ا?ئی ایم جی کمپنی کے حوالہ کی گئی تھی اور ڈاکٹر وائی ایس راج شیکھر ریڈی نے الاٹمنٹ کو منسوخ کیا تھا جس کے خلاف کمپنی سپریم کورٹ سے رجوع ہوئی تھی۔ اُنھوں نے کہا کہ بی ا?ر ایس حکومت نے ا?ئی ایم جی کمپنی سے 33 فیصد کمیشن حاصل کرتے ہوئے قانونی جدوجہد میں خاموشی اختیار کرلی۔وائی ایس راج شیکھر ریڈی حکومت نے سرکاری اراضی کا تحفظ کیا اور ریونت ریڈی حکومت کو سپریم کورٹ سے کامیابی حاصل ہوئی ہے۔مہیش کمار گوڑ نے الزام عائد کیا کہ بی ا?ر ایس اور بی جے پی ریاست کی ترقی میں رکاوٹ پیدا کررہے ہیں اور نوجوانوں کو روزگار کی فراہمی میں اہم رکاوٹ ہے۔ایک سوال کے جواب میں مہیش کمار گوڑ نے کہا کہ کالیشورم پراجکٹ میں مبینہ بے قاعدگیوں کیلئے کمیشن قائم کیا گیا ہے اور کمیشن کی رپورٹ پر حکومت کارروائی کرے گی۔ پسماندہ طبقات کے تحفظات میں اضافہ کو حق بجانب قرار دیتے ہوئے مہیش کمار گوڑ نے کہا کہ طبقاتی سروے کی بنیاد پر حکومت نے یہ فیصلہ کیا اور اسمبلی میں بل منظور کیا گیا۔ مرکزی حکومت پر دباو? بنانے کے لئے نئی دہلی میں جب احتجاج منظم کیا گیا تب بی جے پی اور بی ا?ر ایس قائدین نے دھرنے میں شرکت نہیں کی۔اُنھوں نے کہا کہ دونوں پارٹیوں کو پسماندہ طبقات سے کوئی ہمدردی نہیں ہے۔

اپوزیشن جماعتیں ترقیاتی کاموں میں رکاوٹ: ڈی سریدھر بابو

حیدرآباد: ریاستی وزیر صنعت و آئی ٹی ڈی سریدھر بابو نے اپوزیشن جماعتوں پر ترقیاتی کاموں میں رکاوٹیں پیدا کرنے کے الزامات عائد کرتے ہوئے کہا کہ سپریم کورٹ کی وضاحت کے باوجود ایک منظم سازش کے تحت گمراہ کن مہم چلانے اور عوام کو گمراہ کرنے کا الزام عائد کیا۔ آج گاندھی بھون میں ایک پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے ان خیالات کا اظہار کیا۔ اس موقع پر کانگریس ارکان قانون ساز کونسل عامر علی خاں، بی وینکٹ کے علاوہ کے سجاتا بھی موجود تھی۔ڈی سریدھر بابو نے اپوزیشن بی آر ایس اور بی جے پی کو سخت تنقید کا نشانہ بناتے ہوئے کہا کہ کانگریس حکومت شہر حیدرآباد میں رہنے والے عوام کی معیار زندگی بلند کرنے شہر کو ترقی دیتے ہوئے عوام کو بنیادی سہولتیں فراہم کرنے کے اقدامات کرنے اور نوجوانوں کو بڑے پیمانے پر روزگار فراہم کیلئے خصوصی حکمت عملی تیار کرکے کام کررہی ہے۔ حیدرآباد کی آبادی میں دن بہ دن اضافہ ہورہا ہے۔جس کے پیش نظر فیوچر سٹی قائم کرنے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔خانگی شعبہ کے حوالے ہونے والی گچی باولی کی 400 ایکر اراضی کا حکومت نے تحفظ کیا ہے۔کنچہ گچی باولی کی قیمتی اراضی سرکاری ہونے کا سپریم کورٹ نے فیصلہ دیا ہے۔سپریم کورٹ کے احکامات کے باوجود چند لوگ گمراہ کن مہم چلا رہے ہیں۔مصنوعی ذہانت (AI) سے ویڈیوز اور تصاویر تیار کرکے جھوٹی تشہیر کی جارہی ہے۔سوشیل میڈیا میں جعلی ویڈیوز اور تصاویر وائرل کی گئی۔وزیر ڈی سریدھر بابو نے استفسار کیا کہ کیا حیدرآباد سنٹرل یونیورسٹی کی اراضیات اور علاقوں میں ہاتھی موجود ہیں؟ طلبہ کو مشتعل کرکے سرکاری کاموں میں مداخلت کی کوشش کی جارہی ہے۔اپوزیشن جماعتیں حیدرآباد کو سرمایہ کاری اور ملازمتیں آنے سے روک رہی ہیں۔انہوں نے کہا کہ گچی باولی اراضیات کا کوئی تنازعہ نہیں ہے۔سیبی قواعد کے مطابق ہی بانڈس کی اجرائی عمل میں آئی ہے۔انہوں نے کہا کہ آئی سی آئی سی سے کوئی قرض نہیں لیا گیا ہے۔ڈی سریدھر بابو نے کہا کہ ریاست کے عوام کی فلاح و بہبود کیلئے ہی فنڈز اکٹھا کیا جارہا ہے۔حکومت کم سود پر فنڈز حاصل کررہی ہے۔تقریباً 37 ادارے بانڈس خرید کر سرمایہ کاری لگارہے ہیں۔سابق بی آر ایس حکومت کالیشورم پراجکٹ کیلئے تقریباً 11 فیصد سود پر قرض حاصل کیا ہے۔کانگریس حکومت نے کسانوں کے قرض کو معاف کیا اور عوامی وعدوں کو پورا کیا جارہا ہے۔انہوں نے کہا کہ فارماسٹی کے لیے بی آر ایس کے دور حکومت میں ہزاروں ایکر اراضی حاصل کی گئی۔موسیٰ ندی کی ترقی میں رکاوٹیں پیدا کی جارہی ہیں۔

متنازعہ وقف قوانین کے خلاف ریاست بھر میں پرامن احتجاجی مظاہرے

حیدرآباد وقف قوانین میں ترمیم کو منظوری اور نئے قوانین کے نفاذ کے خلاف دونوں شہروں کی بڑی مساجد کے پاس بعد نماز جمعہ شہریان حیدرا?باد نے زبردست پرامن احتجاجی مظاہرہ کیا۔مختلف اضلاع میں بھی جمعہ کے بعد مسلمانوں نے احتجاج منظم کرکے مرکزی حکومت کے فیصلہ کی مخالفت کی۔تاریخی مکہ مسجد کے روبرو نماز سے قبل نوجوانوں نے مصلیان کے بازوو?ں پر سیاہ پٹیاں باندھیں اور بعد جمعہ مخالف مودی حکومت اور مخالف وقف قوانین پلے کارڈس اور بیانرس تھامے احتجاج کیا۔ مسجد کے روبرو نوجوانوں کی بڑی تعداد نے بیانرس اور پلے کارڈس کے ساتھ مظاہرہ کرکے مخالف وقف قوانین نعرہ بازی کی۔نوجوانوں نے ان قوانین کو واپس لینے کا مطالبہ کیا۔امکانی احتجاج کے پیش نظر پولیس نے سرکردہ مساجد کے روبرو خصوصی انتظامات کئے تھے اور مظاہرہ میں کسی مداخلت سے گریز کرکے پرامن احتجاج کیلئے راہ ہموار کی اور کچھ دیر بعد انہیں منتشر کردیا گیا۔مکہ مسجد کے علاوہ جامع مسجد دارالشفاء ، 'جامع مسجد عزیزیہ ہمایوں نگر' مسجد اجالے شاہ? سعید ا?باد او اضلاع میں سرکردہ مساجد کے روبرو احتجاج کیا گیا۔ مظاہروں کے دوران وقف قوانین کی ترمیم سے دستبرداری کا مطالبہ کیا گیا۔نوجوانوں نے کہا کہ مسلمانوں کی جائیدادوں کو نشانہ بنانے قانون سازی کی گئی اور اس کے ذریعہ مرکز نے دستور کی روح سے چھیڑ چھاڑ کی ہے۔نوجوانوں نے بتایا کہ دستور میں تمام ہندوستانی شہریوں کو مذہبی ا?زادی کے مخالف اس قانون سازی کی ہر ذی شعور شہری کی جانب سے مخالفت کی جارہی ہے لیکن حکومت من مانی کرکے مسلمانوں کی جائیدادوں کو ہتھیانے کی کوشش کررہی ہے۔احتجاجیوں نے حکومت ہند کو مشورہ دیا کہ وہ مرمہ قوانین سے دستبرداری اختیار کرے بصورت دیگر حکومت کو مسلمانوں کے علاوہ تمام سیکولر شہریوں کی مخالفت کا سامنا کرنا پڑے گا۔نوجوانوں نے عدم دستبرداری پر احتجاج میں شدت پیدا کرنے کا انتباہ دیا۔احتجاجیوں افراد نے بتایا کہ وقف مرمہ قوانین کا راست تعلق شریعت سے ہے اور ان میں ترامیم کو برداشت نہیں کیا جاسکتا۔ ترمیم کے ذریعہ حکومت نے نہ صرف وقف جائیدادوں کو چھیننے کی راہ ہموار کی ہے بلکہ متعلق پلیسس ا?ف ورشپ ایکٹ کو ختم کرنے اقدامات کئے ہیں جو تاریخی مساجد کے

Editor Printer, Publisher & Owner by MOHD ATHER RAHEEM Published from FALAKNUMA NEWS Urdu Weekly 19-4-276/5/A
Flat No 502.5th Floor Lakeview Residency,Baquar Nagar,BNK Colony,Miralam Tank Hyderabad 500 064. Printed at M/s.AIJAZ PRESS
#22-8-147 & 148 Lane Opp: Diwan Devdi Chatta Bazar,Hyderabad-500002 Telangana.Cell: no.8686082012 , 8019632340

Scanned with OKEN Scanner